اقامت کے وقت کھڑے ہونیکا مسئلہ

جس وقت اقامت کہی جارہی ہو امام اور مقتدی اس وقت کب کھڑے ہوں اس مسئلہ میں سب سے پہلے بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس موقع پر کیا تھا معلوم کریں اسلئے حدیثوں میں آپکا عمل تلاش کرنا چاہیئے۔

(۱) عن ابی ھریرۃ یقول اقیمت الصلوٰۃ فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان یخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم ج ۱ ص ۲۲)	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اقامت کہی گئی تو ہم سب کھڑے ہو گئے اور صفیں درست کرلیں قبل اسکے کہ حضور (اپنے حجرے سے) باہر تشریف لاتے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں آنے سے پہلے ہی اقامت بھی ہو چکی تھی اور صحابہ صفیں بنا کر کھڑے بھی ہو گئے تھے یہ اور اس قسم کی جتنی روایتیں پائی جاتی ہیں علماء اور محدثین فرماتے ہیں کہ یہ عمل پہلے ہوتا تھا۔ لیکن حضور نے اس طریقہ سے منع فرمایا اور آخری عمل جو ہمیشہ چلتا رہا وہ یہ تھا جو حضرت جابر کی روایت میں ہے۔

(۲) عن جابر بن سمرۃ قال کان بلال یوذن ثم یمھل فاذا رای	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال اذان دینے کے بعد

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج اقام الصلوٰۃ (ترمذی ج۱ ص۲۸ ابو داؤد ج۱ اول)

رکے رہتے تھے جب حضور کو (حجرے) باہر آتے ہوئے دیکھ لیتے تو نماز کی اقامت شروع کرتے تھے۔

یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں ترمذی کی روایت میں ہے اقام الصلوٰۃ حین یراہ حضور کو دیکھتے ہی اقامت شروع کر دیتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو آتا ہوا دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت شروع فرماتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ خود حضور نے دیکھنے کے بعد کھڑے ہونے کی اجازت دی تھی اور اس کے پہلے کھڑے ہونے سے روک دیا تھا۔

(۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی تروني قد خرجت (متفق علیہ مشکوٰۃ ج۱ ص۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اقامت کہی جائے تو جب تک مجھے باہر آتا ہوا نہ دیکھو تم کھڑے نہ ہوا کرو۔

علامہ زرقانی اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں۔

انه نهی عن القیام قبل خروجه وتسویغ له عند رؤیته وهو مطلق غیر مقید بشیٔ من الفاظ الاقامة (زرقانی شرح موطا امام مالک ج۱ ص۱۴۳)

بلاشبہ حضور نے اپنے حجرے سے باہر آنے سے پہلے کھڑے ہونے کو ممنوع قرار دیا اور دیکھتے ہی کھڑے ہو جانے کو جائز قرار دیا ہے لیکن یہ کھڑا ہونا اقامت کے کسی کلمے سے مقید نہیں ہے بلکہ مطلق ہے۔

اس تشریح سے واضح ہو گیا کہ امام کے مسجد میں آنے سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے

یعنی امام کے سامنے آجانے کے بعد مکروہ نہیں ہے خواہ اقامت کہنے والا حی علی الفلاح پر پہونچا ہو یا نہیں اسلئے کہ حدیث میں کھڑے ہونے کی اجازت کو اقامت کے کسی کلمہ کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا ہے چنانچہ علامہ بدر الدین عینی حنفی پہلے کھڑے ہونے کی ممانعت کی وجہ تحریر فرماتے ہیں ۔

قال العلماء والنهي عن القيام	علماء فرماتے ہیں حضور کے دیکھنے سے پہلے کھڑے
قبل ان يروه لئلا يطول عليهم القيام	ہونے کو اسلئے منع فرمایا کہ مقتدیوں کو زیادہ
لانه قد يعرض له عارض فيتاخر	نہ کھڑا رہنا پڑے کیونکہ کبھی کوئی عذر پیش آسکتا
(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۴۶)	ہے اور حجرے سے نکلنے میں تاخیر ہو سکتی ہے ۔

ان تمام تشریحات کا حاصل یہ ہے کہ امام کے مسجد میں نماز پڑھانے کے ارادے سے آجانے کے بعد کھڑے ہو جانے کی اجازت ہے چنانچہ صحابہ کرام کا بھی معمول یہی تھا جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے ۔

(۴) ان الصلوٰۃ كانت تقام لرسول	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کے لئے
الله صلى الله عليه وسلم فياخذ	اقامت کہی جاتی تھی اور آپ کے اپنی
الناس مصافهم قبل ان يقوم	جگہ کھڑے ہونے سے پہلے صحابہ کرام
النبي صلى الله عليه وسلم مقامه	اپنی اپنی جگہوں پر صف میں
(مسلم ج ۱ ص ۲۲۰)	کھڑے ہو جاتے تھے ۔

اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح طریقہ پر معلوم ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام حضور سے پہلے ہی صفوں میں اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کی جگہ اپنے مقام پر صحابہ کے بعد کھڑے ہوتے تھے ۔

اس لئے کہ صحابہ تو اقامت شروع ہوتے کھڑے ہوجاتے تھے اور آپ کو حجرے سے نکل کر اپنی امامت والی جگہ پر آنے میں کچھ تاخیر ہو جاتی تھی اسلئے آپ صحابہ کے بعد ہی کھڑے ہوتے تھے البتہ اقامت آپکو آتا ہوا دیکھنے کے بعد ہی شروع کیجاتی تھی مسلم شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے کسی خاص کلمہ کا انتظار نہ صحابہ کرتے تھے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی انتظار کرتے تھے جب کہ ایک مرسل روایت سے مزید وضاحت بھی اس کی ہو جاتی ہے ۔

روی عبد الرزاق عن ابن جریج عن ابن شہاب ان الناس کانوا ساعۃ یقول المؤذن اللہ اکبر یقومون الی الصلوۃ فلا یاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی تعتدل الصفوف
(فتح الباری ج ۲ ص ۱۵)

عبد الرزاق ابن جریج سے راوی ہیں اور وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام جس وقت موذن اللہ اکبر کہتا تھا نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے اور حضور صفیں درست ہوجانے کے بعد تشریف لاتے تھے ۔

ان تمام روایتوں سے یہ بات بالکل صاف طریقہ پر معلوم ہوجاتی ہے کہ حضور کی مسجد میں موجودگی کی صورت میں صحابہ شروع اقامت سے کھڑے ہوجاتے تھے جیسا کہ بخاری کی درج ذیل روایت بھی اس امر کا ثبوت فراہم کرتی ہے ۔

(۱) عن انس قال اقیمت الصلوۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجی رجلا فی جانب المسجد فما قام الی الصلوۃ حتی نام القوم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اقامت کہی گئی اور حضور مسجد کے گوشے میں ایک آدمی سے گفتگو فرما رہے تھے (امامت کیلئے) اس وقت تک کھڑے نہیں ہوئے جبکہ

(بخاری جلد اول ص۸۹)

(بعض) صحابہ کو (کھڑے کھڑے) اونگھ آنے لگی۔

اس آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے اندر جس وقت موجود ہوتے تھے مصلے پر بیٹھے حی علی الفلاح کا انتظار نہ کرتے تھے اقامت کے وقت امام کا مصلے پر بیٹھے بیٹھے انتظار کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اقامت کے وقت مسجد میں موجود ہوتے تو آپ کا معمول یہ تھا کہ اپنے ہاتھ سے کھڑے ہو کر صفوں کو درست فرماتے تھے جیسا کہ مسلم کی صریح روایت سے واضح ہے:

(۱) عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلوٰۃ و یقول استووا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ج۱ ص۹۸)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کاندھوں کو مس کرکے فرماتے تھے برابر کھڑے ہو۔

(۲) عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسوی صفوفنا اذا قمنا الی الصلوٰۃ فاذا استوینا کبر۔ (مشکوٰۃ ج۱ ص۹۸)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم لوگ نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے تو ہماری صفوں کو درست فرمایا کرتے تھے جب ہماری صفیں درست ہو جاتی تھیں تب نماز شروع فرماتے تھے۔

(۳) وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے مڑ کر

عن یمینہ اعتدلوا وسووا صفوفکم فرماتے تھے برابر ہو جاؤ اپنی صف درست کرلو پھر بائیں مڑکر یہی ارشاد فرماتے تھے (رواہ ابوداود مشکوٰۃ ج۱ ص۹۸)

ان تمام روایات نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر دیا کہ نہ تو حضور حجرے سے باہر حی علی الفلاح[1] کہنے کے وقت آتے تھے اور نہ ہی مسجد میں موجود ہونے کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے تھے اسلئے کہ اگر حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے تو اس کے بعد داہنے اور پھر بائیں مڑکر کبھی ہاتھوں سے کبھی زبان سے صفوں کے درست کرنے کیلئے موقع ہی کہاں مل سکتا تھا چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

بود آنحضرت کہ برابر می کرد و درست میساخت صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب ہم نماز کے لئے

---

[1] اس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے بعض بزرگوں نے جو لکھا ہے کہ حجرے سے نکلکر حی علی الفلاح کے وقت ہی محراب میں حضورؐ کھڑے ہوتے تھے اس کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے یہ فقط احتمال کے درجہ کی بات ہے اور احتمال بھی ایسا جو روایت کی تصریحات کے بالکل خلاف ہونیکی وجہ سے مردود ہے۔ مظاہر حق یا اشعۃ اللمعات ج۱ ص۳۴۴ پر ہے کہ فقہاء گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حی علی الصلوٰۃ باید برخاست وشاید کہ بیرون آمدن آنحضرت دریں وقت بود اسی طرح ملا علی قاری فرماتے ہیں ولعلہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج عن الحجرۃ بعد شروع المؤذن فی الاقامۃ ویدخل فی المحراب عند قولہ حی علی الفلاح (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) شاید اور لعل سے مسئلہ نہیں ثابت ہوتا ہے اس کے لئے کوئی مضبوط دلیل چاہیئے ۔

صفہائے ما را وقتیکہ می استادیم در نماز با مر یا بدست چنانکہ گذشت (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ـــ)

کھڑے ہو جاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں برابر کرتے اور صفوں کو درست فرماتے تھے کبھی زبان سے حکم فرما کر کبھی اپنے ہاتھ کے ذریعہ جیسا کہ حدیث میں گذر چکا ہے۔

اب تک کے یہ تمام مباحث احادیث کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں اب آئیے چاروں اماموں کی فقہ سے مسئلہ کو دیکھا جائے۔

۱۔ امام مالک خود اپنی کتاب موطا میں اپنا خیال ظاہر فرماتے ہیں۔

قال مالک قیام الناس حین تقام الصلوٰۃ فانی لم اسمع فی ذلک بحد یقام له الا انی اری ذلک علی قدر طاقۃ الناس فان منهم الثقیل والخفیف ولا یستطیعون ان یکونوا کرجل واحد (موطا امام مالک)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اقامت شروع ہوتے وقت لوگوں کے کھڑے ہونے کے بارے میں کوئی مقرر حد میں نے نہیں سنی ہے لیکن میرا اپنا خیال ہے کہ یہ معاملہ لوگوں کی طاقت کے مطابق ہونا چاہیئے کیونکہ بعض لوگ بھاری بدن والے ہیں بعض ہلکے پھلکے سب ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے ہیں۔

امام مالک کا مسلک قاضی عیاض مالکی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ونقل القاضی عیاض عن مالک وعامۃ العلماء انه یستحب ان یقوموا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ (نووی ج ۱ ص ۲۲۱)

قاضی عیاض نے امام مالک اور عام علماء کرام کا مسلک یہ بتایا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ لوگ اسی وقت کھڑے ہو جائیں جب موذن اقامت شروع کر دے۔

۲ ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موذن جب اقامت مکمل کرلے تب ہی لوگوں کو کھڑا ہونا بہتر ہے اس کے پہلے کھڑا ہونا بہتر نہیں۔

مذھب الشافعی وطائفۃ انہ یستحب ان لایقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ ۔ (نووی جلد ا صـ ۳۲۱)

امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ اقامت سے فارغ ہونے تک کوئی کھڑا نہ ہو سب کیلئے مستحب یہ ہے کہ اقامت ختم ہونے پر کھڑے ہوں ۔

۳ ۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مسلک ۔

امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ جب موذن قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچے تب کھڑا ہونا بہتر ہے صحابہ کرام میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے لہ

وکان انسؓ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبہ قال احمد (نووی ج ا صـ ۳۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ موذن کے قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر کھڑے ہوتے تھے امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں ۔

۴ ۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

اس مسئلہ میں ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ ہر صورت میں ایک ہی وقت کھڑے

لہ حضور سے قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کی ایک روایت مجمع الزوائد میں ہے لیکن حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کی کوئی روایت نہیں ہے ممکن ہے کبھی اتفاقی طور پر یا کسی مصلحت سے آپ قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوگئے ہوں عام عادت یہ نہیں تھی ۔ ۱۲ ر

ہونے کو مستحب نہیں بتاتے ہیں بلکہ آپ کے نزدیک مختلف حالتوں کے لئے الگ الگ مستحب اور بہتر وقت ہے اس لئے آپ اس مسئلہ میں کافی تفصیل کرتے ہیں قبل اس کے کہ وہ تفصیلات تحریر کروں ایک ضروری بات یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ چاروں اماموں کے درمیان یہ اختلاف بہتر اور مستحب صورت کے متعلق ہے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے یعنی ہر صورت کھڑے ہونے کی چاروں اماموں کے نزدیک متفق علیہ اور مسلم امر ہے اسی طرح جملہ تفصیلات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی صرف استحباب میں ہیں جائز ہونے میں کوئی تفصیل نہیں ہے بلا کسی تفصیل کے ہر صورت میں اقامت کے وقت کھڑا ہونا جائز ہے اس بات کو ذہن نشین کرنے کے بعد امام ابو حنیفہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ان کان الامام فی المسجد[۱]	امام مسجد میں موجود ہو تو مقتدی اور
فانہ یقوم الامام والموتم	امام سب حی علی الفلاح کہنے پر کھڑے ہوں
اذا قال حی علی الفلاح عند	ہمارے تینوں علماء (امام ابو حنیفہ،
علمائنا الثلاثۃ وھو الصحیح	امام ابو یوسف امام محمد) کا یہی مذہب ہے
(عالمگیری جلد ۱ ص ۳۵)	اور یہی بات صحیح ہے کہ (ہمارے تینوں امام متفق ہیں)

[۱] بحر الرائق اور کنز کی شرح فتح المعین وغیرہ میں ان کان الامام بقرب المحراب کے الفاظ ہیں اور بدائع الصنائع میں ان کان الامام معھم فی المسجد کے الفاظ ہیں سب کا حاصل یہ ہے کہ امام مسجد میں یا محراب کے قریب میں ہو تو یہ حکم ہے لیکن محراب کے اندر مصلے پر موجود ہونے کی صورت کا یہ حکم نہیں ہے ۱۲ر

الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ تمام حنفی فقہ کی کتابوں میں یہی بات لکھی ہوئی ہے تفصیلی گفتگو اس صورت خاص کے متعلق آگے آرہی ہے وہاں اس کی حقیقت معلوم ہوگی ابھی دوسری صورتوں کے سلسلہ میں امام ابوحنیفہ کا نقطۂ نظر پڑھئے۔

(۲) وان کان الامام دخل	اگر امام آگے سے مسجد میں داخل ہو
المسجد من قدامھم یقومون	تو امام کو دیکھتے ہی سب لوگ
کما رأوا الامام ولا یقومون	کھڑے ہو جائیں لیکن جب تک
ما لم یدخل المسجد	مسجد میں داخل نہ ہو کھڑے
(عالمگیری جلد ۱ ص۵۳)	نہ ہوں۔

یعنی امام اقامت شروع ہونے کے وقت مسجد سے باہر تھا اب مسجد میں صفوں کے آگے کی طرف سے داخل ہوا تو اس حالت میں تمام مقتدی بیک وقت امام کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں۔

۳۔ مگر امام مسجد میں صفوں کے آگے سے داخل نہ ہو بلکہ پچھلی صف یا درمیان کی کسی صف کی طرف سے آئے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے فرماتے ہیں۔

فاما اذا کان الامام خارج	لیکن جب امام مسجد سے باہر ہو تو
المسجد فان دخل من قبل	اگر صفوں کی طرف سے داخل
الصفوف فکلما جاوز	ہوتا ہے تو جس جس صف کے پاس
صفا قام ذلک الصف	سے گذرے اس صف والے کھڑے

وإليه مال شمس الأئمة السرخسي وشيخ الإسلام خواهر زاده - (عالمگیری ج ۱ ص ۳۵)

ہوتے جائیں امام سرخسی اور شیخ الاسلام خواہرزادہ کا بھی یہی خیال ہے۔

ان تمام صورتوں میں اس طرح کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے یہ بھی سنئے علامہ کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے نظیر کتاب بدائع الصنائع میں تحریر فرماتے ہیں۔

لأن القيام لأجل الصلوٰة ولا يمكن أدائها بدون الإمام فلم يكن القيام مفيدا ثم إن دخل الإمام من قدام الصفوف فكما رأوه قاموا لأنه كما دخل قام مقام الإمامة وإن دخل من وراء الصفوف فالصحيح أنه كلما جاوز صفا قام ذلك الصف لأنه صار بحال لو اقتدوا به جاز فصار في حقهم كأنه أخذ مكانه۔

(بدائع الصنائع جلد اول ص ۲۰۰)

اس لئے کہ قیام نماز ادا کرنے کی غرض سے ہوتا ہے اور نماز کا ادا کرنا امام کے بغیر ممکن نہیں لہذا امام کی غیر حاضری میں قیام بے فائدہ ہوگا اب امام اگر صفوں کے آگے سے مسجد میں آتا ہے تو اسکو دیکھتے ہی لوگ کھڑے ہوجائیں کیونکہ اس صورت میں داخل ہوتے ہی گویا وہ اپنی امامت کی جگہ پر آگیا اور اگر امام صفوں کے پیچھے کی طرف سے داخل ہو تو جس صف سے گذرے وہ کھڑی ہوجائے اسلئے کہ اس صف کے حق میں امام اس پوزیشن میں ہے کہ اگر یہ اسکی اقتدا کریں تو جائز ہوگی پس گویا کہ انکے لئے امام اپنی جگہ پر آگیا۔

علامہ کاسانی کے اس بیان سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں۔

۱۔ امام جب مسجد سے غیر حاضر ہے تو کھڑا ہونا بے فائدہ اور ممنوع ہوگا اسی بات کو عالمگیری میں اس طرح لکھا گیا ہے ولایقومون مالم یدخل المسجد جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہوجائے لوگ کھڑے نہ ہوں۔

۲۔ علامہ کاسانی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اگر صف کے آگے امام موجود ہے تو اس کو دیکھتے ہی کھڑے ہوجانے میں شرعی اور عقلی کسی طرح کی کوئی قباحت نہیں ہے البتہ پہلے سے ہی امام مسجد میں موجود تھا یا محراب کے قریب تھا تو ایسی صورت میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا بہتر ہے۔ جیسا کہ عالمگیری کے حوالہ سے گذر چکا ہے اس کی وجہ فقہاء کرام یہ بتاتے ہیں:

والقیام حین قیل حی علی الفلاح لانہ امر بہ یستحب المسارعۃ الیہ (بحر الرائق ج ۱ ص ۲۳۱)	حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا افضل اسلئے ہے کہ حی علی الفلاح کے جملہ میں اسکا حکم ہے پس اس حکم کی تعمیل کے لئے اب بلا تاخیر کھڑا ہونا چاہیئے۔

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں

ونزد حی علی الصلوٰۃ امام برخیزد	حی علی الصلوٰۃ کے وقت امام کھڑا ہوجائے

(مالابد منہ ص ۴۴)

اس کی وجہ مالابد منہ کے حاشیہ میں اسی جگہ یہ بتائی گئی ہے۔

امام برخیزد و مقتدیاں نیز زیراکہ حی علی الصلوٰۃ امر است بجا آوردہ شود (حاشیہ مالابد منہ صـ۴۴)

امام اور مقتدی بھی کھڑے ہوجائیں اسلئے کہ حی علی الصلوٰۃ (آؤ نماز کیلئے) حکم ہے پس کھڑے ہوکر اس کی تعمیل کی جائے گی۔

فقہائے احناف کی ان عبارتوں کے سمجھنے میں چونکہ عام طور سے پڑھے لکھے لوگ بھی غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں اس لئے تھوڑی تفصیل سے اس سلسلہ میں کلام کرنا ضروری ہے۔

(الف) سب سے پہلی بات یہ ذہن نشین کرنے کی ہے کہ اس جگہ دو مسئلے الگ الگ ہیں ایک مسئلہ یہ ہے کہ بہتر یا مستحب وقت کھڑے ہونے کا کیا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس مستحب وقت سے پہلے کھڑا ہونا ناجائز اور مکروہ ہے فقہائے کرام کی یہ تمام عبارتیں صرف پہلے مسئلہ کو بیان کرتی ہیں اس سے دوسرے مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ انھیں فقہائے کرام نے اپنی جگہ یہ بنیادی اور اصولی قاعدہ بھی بتا دیا ہے کہ کسی مستحب کو ترک کردینے سے کراہت کا ارتکاب نہیں ہوجاتا ہے کراہت کے لئے علٰحدہ دلیل چاہئے فقط مستحب کا چھوڑنا اس کے لئے کافی نہیں ہے علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

وبہا یظہر ان کون ترک المستحب راجعا الی خلاف

اسی سے واضح ہوگیا کہ مستحب کا ترک خلاف اولیٰ ہونے سے اس کا

الاولى لا يلزم منه ان يكون مكروها لان الكراهة حكم شرعي فلا بد له من دليل (شامی ج ۲ ص ۲۵۲)

مکروہ ہونا لازم نہیں آتا ہے اس لئے کہ کراہت ایک شرعی حکم ہے جس کیلئے کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے

بلکہ علامہ شامی بحرالرائق کے حوالے سے اس کی تائید میں مزید تحریر فرماتے ہیں۔

لكن صرح في البحر في صلوة العيد عند مسألة الاكل بانه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بد لها من دليل خاص واشار الى ذلك في تحرير الاصول بان خلاف الاولى ما ليس فيه صيغة النهي كترك صلوة الضحى بخلاف المكروه تنزيها۔ (شامی جلد اول ص ۲۵۳)

لیکن صاحب بحرالرائق نے بقرعید کی نماز کے تحت کھانے کے مسئلہ میں گفتگو کرتے وقت تصریح کی ہے کہ مستحب کے ترک کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی ہے اسلئے کہ کراہت کیلئے ایک مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے اور اسی حقیقت کی طرف تحریر الاصول میں اشارہ ہے کہ خلاف اولیٰ وہ امر ہے جس کیلئے نہی وارد نہ ہو جیسے چاشت کی نماز کا ترک کرنا بخلاف مکروہ تنزیہی کے اسلئے کہ مکروہ تنزیہی میں نہی کا موجود ہونا ضروری ہے۔

علامہ ابن عابدین علامہ ابن نجیم اور صاحب تحریر الاصول ان سب کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔

ج) دوسرا بنیادی نقطہ اس موقع پر یہ بھی سامنے رہنا ضروری ہے کہ مستحب وقت کی آخری حد یعنی اس کا آخری وقت ان عبارتوں میں حی علی الفلاح کو بتایا گیا ہے نہ کہ وقت مستحب کی ابتدا اس کو مقرر کیا گیا ہے یعنی اگر کوئی شخص مستحب وقت پر کھڑا ہونا چاہتا ہے اور بیٹھا وظیفہ پڑھ رہا ہے یا تلاوت میں مشغول ہے اور اقامت شروع ہو چکی ہے تو حی علی الفلاح پر کھڑا ہو جائے ورنہ اس کے بعد کھڑا ہوگا تو مستحب وقت ختم ہو جائے گا۔ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونا بھی مستحب ہی ہے لیکن یہ اس کی آخری حد ہے فقہائے کرام کی ان عبارتوں کا یہی مطلب ہے چنانچہ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں۔

والظاهر انه احتراز عن التاخير لا التقديم حتى لو قام اول الاقامة لا باس به۔ (طحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۲۳۱)

بالکل ظاہر ہے کہ حی علی الفلاح کی تحدید مزید تاخیر کرنے سے پرہیز کرنے کے واسطے ہے پہلے کھڑے ہونے سے روکنے کیلئے نہیں ہے بعد اشروع اقامت سے کھڑے ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لہ بعض حضرات لاباس کے کلمہ میں بے وجہ قیل و قال کرتے ہیں حالانکہ یہ کلمہ کبھی ایسے امر پر بھی بولا جاتا ہے جس کا کرنا مستحب ہے علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: کلمة لاباس قد تستعمل فی المندوب کما فی البحر من الجنائز والجهاد ومنه هذا الموضع شامی جلد اول ص ۶۲۱ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں دفن کرنے کے بعد

باقی اگلے صفحہ پر

(د) فقہائے احناف کی کسی معتبر کتاب میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کی شرعی دلیل کوئی روایت یا حدیث نہیں بتائی گئی ہے بلکہ صرف ایک عقلی دلیل یا حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ حی علی الفلاح کے معنی ہی نماز کیلئے کھڑے ہونے کا حکم ہے لہذا تعمیل حکم کے لیے کھڑے ہونا چاہیے، یہ علت خود اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اس کے پہلے بیٹھے رہنے کا نہ کوئی حکم ہے نہ اس کی کوئی معقول وجہ ہے۔ بلکہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہو جانے والا تعمیل کے لئے پہلے سے آمادہ ہے تو اس کا یہ عمل مکروہ اور غلط کیوں ہوگا۔

(س) فقہائے کرام کی اس عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حی علی الفلاح سے پہلے لوگ بیٹھے بیٹھے اقامت سنتے رہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کے پہلے اگر کھڑے بھی ہوں تو چونکہ وہ نماز کے لئے اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے کر نہیں کھڑے ہیں بلکہ بے ترتیب یا منتشر طور پر کھڑے

قبر پر پانی چھڑکنا امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے لیکن دوسرے لوگوں نے اس فعل کو لاباس کہا ہے پھر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا ہے جس کا ثبوت حدیث سے فراہم ہو جاتا ہے لہذا کراہت تو بڑی بات ہے اس فعل کا مندوب ہونا ثابت ہوا۔ شامی جلد اول صفہ ۶۶۱ معلوم ہوا کہ علماء جس امر کو لاباس کہتے ہیں اگر حدیث سے اس کا ثبوت ہو جائے تو وہ امر مستحب بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونے کے مسئلہ میں معاملہ یہی ہے ؎

ہونگے لہذا اب حی علی الفلاح کے ذریعہ نماز کا حکم بھی ہو گیا ہے اب بلا تاخیر تعمیل کے لئے صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں فقہائے کرام کی درج ذیل عبارتوں پر غور کرنے سے یہ امر روشن ہو جاتا ہے مطلق کھڑے ہونے کو وہ نہیں بتانا چاہتے ہیں بلکہ حی علی الفلاح سے پہلے بھی لوگ کھڑے ہوں جب بھی حی علی الفلاح پر صف میں اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جائیں تاکہ بلا تاخیر تعمیل حکم کرکے نماز شروع کیجائے۔ علامہ قہستانی۔

یقوم حین قال المؤذن حی علی الصلوٰۃ۔	امام کھڑا ہو جائے اس وقت جبکہ موذن حی علی الصلوٰۃ کہے

کا مطلب جامع الرموز میں بیان فرماتے ہیں۔

وفی الاصل وغیرہ الاحب ان یقوموا فی الصف اذا قال المؤذن (جامع الرموز)	کتاب الاصل (یعنی مبسوط) وغیرہ میں ہے کہ زیادہ بہتر ہے کہ لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے۔

اسی طرح بدائع الصنائع میں ہے۔

یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف۔	مقتدی لوگوں کے لئے مستحب ہے کہ صف میں کھڑے ہو جائیں۔

موطا امام محمد میں ہے۔

ینبغی للقوم اذا قال المؤذن	مناسب ہے مقتدیوں کے لئے کہ

حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسووا الصفوف۔

جب موذن حی علی الفلاح کہے تو وہ نماز کے لئے کھڑے ہو کر صف میں آجائیں اور صفیں درست کر لیں۔

عمدۃ القاری میں ہے۔

وقال ابو حنیفۃ و محمد یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ارشاد ہے کہ لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے۔

ان تمام عبارتوں میں صرف کھڑے ہونے کا حکم نہیں ہے بلکہ صف میں کھڑے ہونے اور نماز کے لئے کھڑے ہونے کا حکم ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے سے صرف کھڑا ہو جانا اس کے خلاف نہیں ہے اسی لئے یقومون فی الصف اور یقوموا الی الصلوٰۃ کے الفاظ ان عبارتوں میں بڑھائے گئے ہیں۔

ایک ضروری تنبیہ بعض پڑھے لکھے لوگ علامہ طحطاوی کی اس عبارت سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونے کو صاف طریقہ پر مکروہ بتایا گیا ہے

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ الموذن قولہ حی علی الفلاح

اگر کوئی مسجد میں اس وقت داخل ہو جب اقامت ہو رہی ہو تو کھڑے ہو کر انتظار کرنا اس کے لئے مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے

كذا في المضمرات (طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ دمشق ص۱۵۱ عالمگیری ج ۱ ص۲۹ شامی۔ جامع الرموز)

اور جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تب کھڑا ہو۔

طحطاوی نے مزید یہ بھی لکھا ہے۔

ويفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون

اس عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن لوگ اس سے بے خبر ہیں۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۵۱)

دوسری جگہ بھی طحطاوی نے لکھا ہے۔

وربما يؤخذ منه كراهة تقديم الوقوف في البحث السابق - (طحطاوی علی الدر المختار)

بسا اوقات اس عبارت سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ مسئلہ سابق میں پہلے سے کھڑے رہنا مکروہ ہے۔

۱۔ یہ بات آگے چل کر اچھی طرح سمجھ میں آئے گی کہ علامہ طحطاوی اور اس عبارت کے ناقلین سے چند در چند اس موقع پر غلطیاں ہوئی ہیں لیکن اتنا تو خود علامہ طحطاوی نے بھی بتا دیا ہے والناس عنہ غافلون جس کا مطلب یہ ہے کہ خود موصوف کے زمانہ تک بھی حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا رواج نہ تھا نیز یفهم اور یؤخذ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فہم کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے

بھی ڈر رہے ہیں۔ بلکہ انھوں نے یہ بھی اقرار کر لیا ہے کہ شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں تشتت کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے
۲۔ مذکورہ بالا عبارت میں خود بھی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ بیٹھنے کا حکم اور کھڑے ہونے میں کراہت صرف اس آدمی کے لئے ہے جو اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہوا ہو، جو شخص پہلے سے مسجد میں موجود ہو اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ " دخل الرجل " کی قید مذکورہ عبارت میں تمام فقہاء نے لگا رکھی ہے۔ اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے، اس لئے کہ جو شخص مسجد میں پہلے سے موجود نہیں ہے۔ اور اقامت شروع ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہوا ہے، وہ امام کی حالت سے ناواقف ہے۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ امام نماز پڑھانے کی پوزیشن میں نہ ہو اور آنے والا ناواقفیت کی وجہ سے کھڑا رہے گا تو بے وجہ امام کے انتظار میں کھڑا رہنا لازم آئے گا۔ جو ایک مکروہ عمل ہے۔
۴۔ اس عبارت میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کھڑے ہونے کو مکروہ لکھا گیا ہے۔ جو صرف اس حالت کے لئے خاص ہے جب کہ امام مسجد کے اندر موجود نہ ہو یا مسجد کے اندر موجود تو ہو لیکن ایسی حالت میں ہو کہ اس پر غیر موجود ہونے کا حکم لگ سکتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا عبارت میں امام کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ہماری اس تشریح کی دلیل یہ ہے کہ فقہ کی دوسری کتابوں میں قیام کے مکروہ ہونے

کی صورت صرف وہی بتائی گئی ہے۔ جب امام مسجد سے غائب ہو۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد ا ص ۱۰۸ پر ہے

وان لم یکن الامام حاضرا	اور اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو
لا یقومون حتی یصل الیہم	مقتدی لوگ اس وقت کھڑے نہ
ویقف مکانہا ۔	ہوں جب تک کہ امام اپنی جگہ کھڑا نہ ہو جائے۔

فتاویٰ عالمگیری میں خزانۃ الفقہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

ویکرہ	اور مکروہ ہے ....
قیام القوم الی الصف عند	مقتدیوں کا صف میں کھڑا ہونا
الاقامۃ والامام غائب	اس صورت میں جب کہ امام مسجد
(عالمگیری ج ۱ ص ۵۷)	میں موجود نہ ہو۔

عالمگیری کی اس عبارت میں والامام غائب کی قید اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا مکروہ ہونا صرف اسی صورت کے لئے خاص ہے جب امام مسجد سے غائب ہو۔

۴۔ اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہونے والا بیٹھ جائے یہ بات درست ہے لیکن پھر کھڑا کب ہو تو طحطاوی اور عالمگیری کی عبارت میں اس کے لئے۔ حی علی الفلاح ؂ کی قید لگا دی گئی ہے۔ حالانکہ فقہ کی دوسری معتبر اور مستند کتابوں میں کھڑے ہونے کا وقت امام کا اپنی جگہ پر آجانا اور نماز کو شروع کر دینا بتایا گیا ہے۔ اور وہی صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے :

دخل المسجد وهو يقيم يقعد ولا يقف قائمًا إلى وقت الشروع (فتاوی بزازیه علی هامش الهندیه ج ۴ ص۲۵)

ایسی حالت میں کوئی مسجد میں داخل ہوا کہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آنے والا بیٹھ جائے اور امام کے نماز شروع کرنے کے وقت تک کھڑا نہ ہو۔

اسی طرح درمختار میں ہے۔

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ (درمختار ج۱ ص۶۵)

کوئی مسجد میں داخل ہوا اس وقت جب کہ موذن اقامت کہہ رہا ہو تو آنیوالا شخص بیٹھا رہے امام کا اپنے مصلیٰ پر کھڑے ہونے تک۔

دیکھئے فتاویٰ بزازیہ اور درمختار کی عبارتوں نے فیصلہ کر دیا کہ بیٹھنے کا حکم اور کھڑے ہونے کی ممانعت آنے والے شخص کے لئے اس بنیاد پر نہیں ہے کہ "حی علی الفلاح" سے پہلے کھڑے ہونے میں کوئی کراہت ہے۔ بلکہ اس کا تعلق امام کی حالت سے ہے۔ اسلئے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ طحطاوی اور عالمگیری کی عبارت میں ناقلین کی غلطی سے نقص آگیا ہے اور مسئلہ کو حی علی الفلاح کے مسئلہ سے بے وجہ جوڑ دیا گیا ہے جب کہ اس مسئلہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر دلائل سے اسکو ثابت کریں گے۔

۵ - "حی علی الفلاح" سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور بیٹھنا مسنون یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ فقہاء کرام کی عبارتوں سے

یہ مطلب نکالا جائے کہ خاص کلمہ "حی علی الفلاح" پر کھڑا ہونا فقہاء کرام کی مراد ہو حالانکہ خود فقہائے کرام نے پوری وضاحت کے ساتھ یہ تحریر فرمایا ہے کہ خاص "حی علی الصلوٰۃ" یا "حی علی الفلاح" کے کلمہ پر کھڑا ہونا ہماری مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس کلمہ سے کچھ پہلے ہی کھڑا ہو جانا ہماری مراد ہے۔ پھر یہ کہ بعض فقہاء نے "حی علی الفلاح" کے بجائے حی علی الصلوٰۃ سے بھی پہلے کھڑے ہونے کی اجازت دی ہے۔

چنانچہ علامہ عبداللہ داماد آفندی مجمع الانہر میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفی الوقایہ و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ ای قبیلہ۔ (مجمع الانہر ص۸۷)	وقایہ میں ہے امام اور مقتدی حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں مطلب یہ ہے کہ اس سے کچھ پہلے کھڑے ہوں۔

اسی طرح علامہ شمس الدین قہستانی بھی تحریر فرماتے ہیں۔

یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ ای قبیلہ (جامع الرموز ج ۱ ص۵۷)	امام اور مقتدی حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں یعنی کچھ پہلے ہی کھڑے ہوں۔

فقہاء کرام کا حی علی الصلوٰۃ سے بھی کچھ پہلے کھڑے ہونے کی اجازت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونا ہرگز مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ حی علی الصلوٰۃ سے کچھ پہلے اقامت میں

صرف تین ہی کلمات رہ جاتے ہیں اور ان تین کلمات کے کہنے میں جو وقت لگتا ہے وہ اتنا ہی وقت ہے جس کو حی علی الصلوٰۃ سے کچھ پہلے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے شروع اقامت سے کھڑا ہونا حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے مخالف نہیں ہے۔ جیسا کہ خود فقہا کی تشریح سے ثابت ہو چکا ہے۔

۴:۔ جن جن کتابوں میں مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے قیام کو مکروہ اور بیٹھنے کو مسنون لکھا گیا ہے۔ ان تمام کتابوں کا ماخذ مضمرات ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اور طحطاوی میں اس موقع پر مضمرات کا حوالہ دیکر اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا مضمرات کی اصل عبارت ناظرین کے سامنے آ جانے کے بعد ناقلین کی غلطی اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی۔ علامہ قہستانی نے مضمرات کی پوری عبارت اس طرح نقل کی ہے۔ صاحب مضمرات فرماتے ہیں۔

وذکر فی المنیہ أنہ اذا اقام والامام لم یصل رکعتی الفجر لایجب الاعادۃ بعد ادائہ وفی الکلام ایماء خفی إلیٰ انہ لو دخل احد عند الاقامۃ یقعد لکراھۃ القیام والانتظار کما

منیہ میں لکھا ہے کہ اگر اقامت کہدی جائے اور امام نے سنت فجر نہیں پڑھی تھی تو امام کے دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اقامت کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں اس بات کا ایک اشارہ پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اقامت

فی المضمرات ۔

(جامع الرموز ج ۱ ص ۵۸)

کے وقت مسجد میں داخل ہو تو اسکو بیٹھ جانا چاہیئے اسلئے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے ۔

مضمرات کی پوری عبارت آپ کے سامنے ہے غور فرمائیے کہ اس میں حی علی الفلاح کا کہیں تذکرہ تک نہیں ہے ۔ لیکن نہ معلوم مضمرات کے حوالہ سے ہی نقل کرنے والوں نے کس طرح اس مسئلہ کو حی علی الفلاح سے جوڑ دیا ہے ۔ جب کہ قرائن اور دلائل بھی قطعًا اس سے انکار کرتے ہیں اس لئے کہ مسئلہ یہ ہے کہ جب امام نے فجر کی دو رکعت سنت نہیں پڑھی تھی اور اقامت کہدی گئی تو امام کی سنت ادا کرنے کے بعد جب اقامت دوبارہ کہی نہ جائے گی اور اس کا اعادہ نہیں ہوگا جیسا کہ مضمرات کی عبارت میں تصریح کر دی گئی ہے ۔ تو اب حی علی الفلاح کا یہ کون سا موقع ہے اور اقامت کے اعادہ نہ ہونے کی صورت میں حی علی الفلاح سے مسئلہ کا جوڑ کیونکر ہو سکتا ہے ، صاحب مضمرات نے منیہ کی عبارت سے جس باریک اشارہ کی بنیاد پر یہ لکھا ہے ۔ وہ اشارہ اور خود صاحب مضمرات نے ۔ لکراھۃ القیام والانتظار ۔ کے ذریعہ مسجد میں اقامت کے وقت داخل ہونے والے شخص کے بیٹھ جانے کی علت امام کے لئے کھڑے کھڑے انتظار کرنے کی کراہت کو قرار دیا ہے ۔ نہ کہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونے کی کراہت کو ۔

۷ ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ امام نے دو رکعت سنت فجر کی نہیں پڑھی تھی اور اقامت ہو گئی تو امام کے لئے سنت پڑھنے کی اجازت ہے

اور اس کے سنت پڑھنے کے بعد دوبارہ اقامت کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب تک امام دو رکعت سنت کی ادائیگی میں مشغول رہے گا اقامت ہو چکی تھی اب مقتدی امام کے سنت سے فارغ ہونے کا انتظار کھڑے کریں یا بیٹھ جائیں۔

چونکہ امام اس حالت میں اگرچہ مسجد کے اندر موجود ہے لیکن اس پر موجود ہونے کا حکم نہیں لگ سکتا کیونکہ وہ جب تک سنت کی ادائیگی میں مشغول ہے امامت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ لہذا ایسی صورت میں کھڑے کھڑے امام کا انتظار کرنا اسی طرح مکروہ ہوگا۔ جیسے امام مسجد سے غائب ہوتا اور لوگ کھڑے ہو کر اس کا انتظار کرتے منیہ میں مذکور مسئلہ سے باریک اشارہ اس بات کا نکل آیا کہ اگر کوئی شخص اقامت ہوتے وقت مسجد میں داخل ہو تو جب تک امام کی پوزیشن اس کے علم میں نہ آجائے یا امام خود مصلے پر کھڑے ہو کر نماز شروع نہ کردے آنے والے شخص کو بیٹھے رہنا چاہئے اسلئے کہ اگر آنے والا کھڑا ہو جائے اور امام کا انتظار کرنا پڑ جائے تو یہ امام کا انتظار کھڑے ہو کر کرنا مکروہ عمل ہے۔

اس تشریح کے بغیر منیہ کی عبارت سے صاحب مضمرات کا باریک اشارہ اخذ کرنا درست نہیں ہو سکتا جیسا کہ اہل علم پر یہ بات روشن ہے۔

یہیں سے یہ حقیقت بھی بے غبار ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ مضمرات

کی عبارت میں جس مسئلہ کا تذکرہ ہے اس کا تعلق اقامت کے کلمہ خاص "حی علی الفلاح" سے بالکل نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق امام کی حالت سے ہے۔ اسی لئے کراہت کی صورت کو خاص اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے لکھا گیا ہے۔ پہلے سے مسجد میں موجود رہنے والے کے حق میں یہ کراہت نہیں لکھی گئی ہے۔ کیوں کہ وہ تو امام کی حالت سے واقف ہیں۔ ان کو امام کی حالت سے کوئی دھوکا نہیں ہوسکتا ہے، لیکن آنے والا چونکہ امام کی حالت سے واقف نہیں ہے ممکن ہے کہ وہ امام کو امامت کے لئے آمادہ سمجھ کر کھڑا ہو جائے اور امام امامت کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو مثلاً امام سنت فجر کے لئے کھڑا ہو تو آنے والے کو بے وجہ امام کے انتظار میں کھڑا رہنا پڑیگا جو مکروہ عمل ہے۔ اس لئے فقہاء نے لکھا کہ آنے والا بیٹھ جائے۔

ان حقائق کے سامنے آجانے کے بعد علامہ طحطاوی اور فتاویٰ عالمگیری حاشیہ شرح وقایہ اور فتاویٰ شامی کی عبارت کا نقص یا اس کے ناقلین کی چوک خود بخود واضح ہو جاتی ہے بالخصوص جب کہ اس کے خلاف فتاویٰ بزازیہ اور در مختار کی تصریحات بھی موجود ہیں لہٰذا علامہ طحطاوی کے فہم میں ان کی ایسی ہی غفلت کو دخل ہے والناس عنہ غافلون نہیں بلکہ خود وہ غفلت کا شکار ہوئے ہیں۔

امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک بصیرت افروز نقد یث کی امام مالک سے تشریح

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور امام مہدی کے خروج سے متعلق متواتر حدیثوں میں تذکرہ موجود ہے اور یہ بھی بطور عقیدہ معلوم ہے کہ یہ دونوں اس زمانہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ہی اتباع فرمائیں گے ابن ماجہ کی روایت میں تصریح ہے کہ فجر کی نماز کیلئے اقامت ہورہی ہوگی کہ اسی درمیان عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا انھیں احادیث کی روشنی میں امام مالکؒ نے فرمایا ہے :

وفی العتبیۃ قال مالک بینا الناس قیام یستمعون لاقامۃ الصلوٰۃ فتغشاھم غمامۃ فاذا عیسیٰ قد نزل ۔
(عبارۃ الابی فی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۶۶ [1])

عتبیہ میں امام مالک کا قول ہے کہ دریں اثنا کہ لوگ کھڑے ہوئے نماز کی تکبیر سنتے ہوں گے بادل ان کو گھیر لیگا اور اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے ۔

پس امام مالکؒ کی اس وضاحت سے بھی معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام سب کا عمل یہی ہے کہ تکبیر کے وقت نمازی شروع سے ہی کھڑے ہوجائیں گے ۔

---

[1] ملا ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ الوشتانی الابی متوفی ۸۲۷ھ کی شرح مسلم اکمال اکمال المعلم ج ۱ ص ۲۶۶ پر مذکورہ عبارت عتبیہ سے نقل کیگئی ہے اور عتبیہ امام عبد العزیز اندلسی قرطبی متوفی ۲۵۴ھ کی تصنیف ہے دیکھئے کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۶ – ۱۰۷ ۔

امام ابوحنیفہ رح کا حقیقت افروز بیان

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

امام محمدؒ کی کتاب الصلوٰۃ[1] میں ہے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز کیلئے اس وقت کھڑا ہوتا ہے جب مکبر حی علی الفلاح کہتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا لاحرج پھر دریافت کیا کہ ایک شخص شروع اقامت سے ہی کھڑا ہوجاتا ہے تب بھی یہی ارشاد فرمایا لاحرج الخ ملفوظات فقیہ الامت حصہ ۱ ص ۲۳

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ کھڑے ہونے کا مستحب وقت شروع اقامت ہے اور آخری وقت علی الفلاح ہے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ شروع اقامت سے کھڑا ہونا امام ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

---

[1] ملفوظات فقیہ الامت کے مرتب سے میں نے حوالہ کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

بندہ نے حضرت اقدس دامت برکاتہم سے دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ مطبوعہ کتاب ہو تو حوالہ لکھا جائے یہ قلمی نسخہ ہے جس میں مسائل اسی طریق پر جمع فرمائے ہیں کہ میں نے امام صاحبؒ سے پوچھا انھوں نے یہ جواب دیا۔ اسی میں حضرت نے دیکھا تھا کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد میں حضرت نے بتایا نیز حضرت مفتی مہدی حسن رح کے پاس بھی دیکھنا بتلایا۔

العبد مسعود احمد خادم مدرسہ باغونوالی مظفرنگر

۶ ذوقعدہ ۱۴۰۹ھ